بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر و نظر

ع کہ کل کون تھے آج کیا ہو گئے تم!

فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

"وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ" (آلِ عمران: ۱۰۴)

کہ "تم میں ایک ایسی جماعت موجود ہونی چاہیے جو (لوگوں کو) بھلائی کی طرف دعوت دے، نیکی کا حکم کرے اور بُرائی سے منع کرے۔"

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے:

"مَنْ رَّاٰى مِنْكُمْ مُّنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ وَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيْمَانِ۔" (مسلم)

"تم میں سے جو شخص بُرائی کو دیکھے تو اسے چاہیے کہ اسے اپنے زورِ بازو سے مٹا ڈالے، لیکن اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو پھر اپنی زبان سے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرے، اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ رکھتا ہو تو کم از کم اسے اپنے دل سے ہی بُرا جانے لیکن یہ (تیسری صورت) ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

جماعت اہلحدیث کو بحمد اللہ یہ فخر حاصل ہے کہ اس نے ہر دور میں علمی، عملی، تحریری اور تقریری، ہر لحاظ سے "امر بالمعروف" اور "نہی عن المنکر"، کا فریضہ سر انجام دیا ہے ——— اس کے لیے یہ سعادت کچھ کم نہیں کہ اس نے کفر و شرک کی ہولناک آندھیوں میں ایمان و توحید کی شمعیں روشن رکھی ہیں، کتاب و سنت کے ذریعے فسق و فجور کی تاریکیوں کو رشد و ہدایت کے اجالوں میں بدلنے کی بھرپور کوششیں کی ہیں اور بدعت

کے گھناؤنے اور مکروہ، مگر بظاہر حسین اور خوشنما چہرے سے فریب کے پردوں کو چاک چاک کر کے اس کے بجائے امتِ رسول ﷺ کو سنتِ رسول ﷺ کی دلآویز حقیقتوں سے روشناس کرایا ہے۔

اس کی دعوت اتنی سادہ اور پاکیزہ، اتنی ٹھوس اور واضح، اتنی سچی اور کھری، اتنی مرصّع اور پرکشش، اتنی پُرمغز اور پُراثر اور قلبِ سلیم کو اس قدر اپیل کرنے والی ہے کہ لوگ بے اختیار اس کی طرف کھنچے چلے آتے اور یہ مسلسل دلوں کے قلعے مسخر کرتی چلی جاتی ہے ــــ لیکن یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ کچھ عرصے سے یہ خود ایک ایسے اندرونی خلفشار کا شکار ہے کہ جس کی وجہ سے نہ صرف دعوت و تبلیغ کا کام متاثر ہو رہا ہے، بلکہ یہ خدشہ بھی لاحق ہو گیا ہے کہ بیگانوں کو اپنا بنانے کے بجائے، کہیں اب اپنے بھی بیگانے نہ ہو جائیں۔

مقامِ غور ہے کہ کہیں اس کا باعث یہ تو نہیں کہ جو دعوت اہلِ جماعت اب تک دوسروں کو دیتے رہے ہیں، اب یہ خود اس سے بے نیاز ہو چکے ہیں اور "امر بالمعروف" اور "نہی عن المنکر" کا وہ فریضہ، جس نے انہیں دوسروں سے ایک الگ اور منفرد مقام بخشا تھا، اب خود ان کی نظروں سے اوجھل ہو چکا ہے؟ ــــ ممکن ہے کچھ لوگ جماعت اور اہلِ جماعت کے متعلق اتنا بڑا دعوٰے برداشت نہ کر سکیں، لہٰذا اس کے ثبوت کے لیے یہاں دو مثالوں کا تذکرہ بے جا نہ ہو گا:

ا ــــ اپنے قریبی دور کی تاریخ پر نظر ڈالیے، "تحریکِ نظامِ مصطفٰے" کی کامیابی کے بعد جب قومی اتحاد کے رہنماؤں نے اتحاد کے تقاضوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے اور عوام سے کیے گئے وعدوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنی پرانی روش اختیار کر کے بھانت بھانت کی بولیاں بولنی شروع کیں اور بالآخر وہ "قومی اتحاد" کو "قومی انتشار" میں بدل کر اپنے جھنڈے تلے جمع ہونے والے مجاہدین کے مذاق اور ان کی نفرت کا نشانہ بن رہے تھے، ان افسوسناک حالات میں جماعت اہلِ حدیث وہ واحد جماعت تھی کہ جس کا دامن ہر قسم کے عیب سے محفوظ اور ہر الزام سے بری تھا، کیونکہ اس نے نہ صرف، قومی اتحاد میں باقاعدہ شامل نہ ہونے کے باوجود، اتحاد کی صفوں میں، ہر محاذ پر، ہراول دستہ کے طور پر کام کر کے ایثار و سرفروشی کی رخشندہ روایات قائم کی تھیں، بلکہ بعد میں اس نے ان قربانیوں کو ہوسِ اقتدار سے آلودہ بھی نہ کیا تھا اور نہ ہی اس نے "لیڈرانِ کرام" کی

ناقابلِ ستائش "گوہرافشانیوں" میں کسی قسم کا حصّہ لیا تھا، بلکہ دیگر جماعتوں کے بالکل برعکس اس جماعت نے اپنی "کل پاکستان اہل حدیث کانفرنس" منعقدہ اقبال پارک لاہور (اپریل ۱۹۷۹ء) میں متفقہ طور پر یہ آواز بلند کی کہ ہمیں انتخابات کی ضرورت نہیں، اسلام کی ضرورت ہے، اور اپنے اقتدار کی خواہش کے بجائے اللہ رب العزت کی حاکمیت ہمارا مقصود اور مطلوب ہے! ـــــ بلاشبہ یہ اتنی بڑی سعادت تھی جو نہ صرف وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ تھی اور جماعت اہلِ حدیث کے علاوہ کسی دوسری جماعت کے حصّہ میں نہ آئی تھی بلکہ یہ اسلامی اقدار و روایات کی اصح ترجمانی بھی تھی۔ کہ مغربی نظامِ جمہوریت کو اسلامی نظامِ حیات سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے!

ـــــ لیکن پھر اچانک ہی، نہ جانے کیا ہوا، اُدھر انتخابات کا غلغلہ بپا ہوا، اِدھر اکابرینِ جماعت بھی، انتخابات کی مخالفت کے باوجود، جماعت کی رجسٹریشن کے لیے دوڑے اور انتخابات میں حصّہ لینے کے لیے اس قدر سرگرمِ عمل ہوئے کہ کانفرنس میں اپنا طے شدہ موقف بھی بھول گئے ـــــ ادھر انتخابات کے سلسلہ میں مغربی نظامِ جمہوریت کے لازمہ اور روایتی "ہاہا بکار" کا نتیجہ یہ نکلا کہ صدرِ مملکت کے ایک اعلان سے تمام سیاسی جماعتیں ہی گول ہوگئیں ـــــ اب یہ وُہ وقت تھا کہ جماعت کے اکابرین کی "حکمتِ عملی" سے اہلِ جماعت، اپنی جماعت کو ان جماعتوں کے دوش بدوش کھڑا دیکھ رہے تھے جن سے پُوری قوم نے اپنی بیزاری کا اظہار کر دیا تھا ـــــ اور اس طرح جماعت اچانک ہی ان تمام الزامات کا ملزم قرار پاگئی جن سے اب تک اس کا دامن محفوظ و مصئون تھا ـــــ جو بندوق کہیں اور چل رہی تھی وُہ اس کے کندھوں پر بھی رکھ دی گئی ـــــ اور جس تیر کا ہدف کوئی اور تھا، جماعت بھی اس کا نشانہ بن گئی ـــــ فانا للہ وانا الیہ راجعون!

۲ ـــ جماعت اہلِ حدیث کا یہ متفقہ موقف رہا ہے اور اب بھی ہے (کہ حدیثِ رسول ؐ اس کی شاہد ہے) کہ اسلام میں فوٹو تصویر وغیرہ حرام ہے، لیکن اب آئے دن اہلحدیث اکابرین و راہنماؤں کی تصویریں اخبارات کی "زینت" بنتی ہیں اور نتیجہ یہ کہ اہلحدیث کے امتیازی مسائل میں سے ایک مسئلہ کو عملی طور پر بالکل ختم کر کے رکھ دیا گیا ہے ـــــ اور اس طرح مسلکِ اہلِ حدیث پر وُہ کاری ضرب لگائی گئی ہے کہ مستقبل میں جس کے

نتائج خدا نہ کرے، انتہائی ہولناک ہوں گے!

یہ دو مثالیں ہم نے ایک مدعی کی حیثیت سے جماعت اور اہلِ جماعت کی عدالت میں بطورِ مقدمہ پیش کی ہیں ـــــ ہمیں یہ خدشہ نہیں کہ جماعت کے اربابِ حل و عقد ان مسائل کا جوابِ باصواب مرحمت فرمانے کی اہلیت نہیں رکھتے، ہمیں یقین ہے کہ وہ جب بھی ان مسائل پر غور کریں گے، کتاب و سنت کی روشنی میں کریں گے اور نہ صرف صحیح نتیجہ پر پہنچیں گے بلکہ ان کا فیصلہ بھی یقیناً ہمارے حق میں ہوگا ـــــ "الا ماشاء اللہ"! ـــــ لیکن ہمیں خدشہ ہے تو صرف یہ کہ وہ ان مسائل کو کوئی اہمیت نہ دیں گے، انہیں درخورِ اعتناء ہی نہ سمجھیں گے ـــــ پڑھیں گے، سنیں گے اور مسکرا کر ٹال دیں گے ـــــ جی ہاں، اہلِ جماعت پر آج کل اسی جمود، تعطل اور بے حسی کا راج ہے!

ـــــ اور یہی وجہ ہے کہ ماضی قریب میں اکابرینِ جماعت کی "حکمتِ عملیوں" سے جماعت، نہ صرف جیتی ہوئی بازی ہار گئی بلکہ اس نے مغربی نظامِ جمہوریت کو اسلامی نظام پر ترجیح بھی دے ڈالی ـــــ لیکن اہلِ جماعت کی زبانیں خاموش رہیں، ان کے قلم حرکت میں نہ آئے، انہوں نے اپنے اذہان و قلوب کو غور و فکر کی دعوت دینے کی زحمت برداشت نہ کی ـ انہیں اپنے اکابرین کا محاسبہ کرنے کی توفیق میسّر نہ ہوئی!

اور ـــــ

حدیثِ رسول ﷺ کو "حجیتِ شرعیہ" قرار دینے والوں نے خود حدیثِ رسول ﷺ کی مخالفت کی ـــــ فوٹو کو عملی طور پر جائز کر کے انہوں نے مسلک کے وقار کو داؤ پر لگا دیا، اس کو وقتی مفادات کی قربان گاہ پر لا کھڑا کیا، اسے سستی شہرت کی بھینٹ چڑھایا اور اس طرح اُسے مستقبل کے ہولناک خطرات کے حوالے کر دیا ـــــ لیکن کسی کو بھی یہ پوچھنے کی توفیق نصیب نہ ہوئی کہ "اے اکابرینِ جماعت، اے راہنمایانِ اہلِ حدیث، تمہارا موقف پہلے غلط تھا یا اب غلط ہے"؟ کسی کے لب نہ ہلے کہ "خدا تعالیٰ کے ہاں تم سے اس سلسلہ میں باز پرس ہوگی ـــــ اور ڈر ہے کہ حشر میں رسول اللہ ﷺ بھی تم پر یہ دعویٰ دائر نہ کر دیں:

"يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا"!

—— کہ تمہارے بقول قرآنِ مجید اجمال ہے اور حدیثِ رسولؐ اس کی تفصیل!
—— بتاؤ کہ اس وقت "امر بالمعروف" اور "نہی عن المنکر" کے جذبے کہاں سو گئے تھے؟ —— "فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ" کے دعوے کہاں دم توڑ چکے تھے؟ —— "وان لم یستطع فبقلبہ" کی ضعیف ترین ایمانی دھڑکنیں کہاں دم سادھے پڑی تھیں کہ جن کے باعث چہروں پر ناگواری کے تاثرات تک ابھرنے کی نوبت پیش نہ آئی —— سوچو اور غور کرو! آج تمہیں اپنے اکابرین اور راہنماؤں سے ہزاروں گلے شکوے ہیں لیکن اس سلسلہ کی ذمہ داریوں سے تم خود کہاں تک عہدہ برآ ہو؟

ے وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

ہمیں یہ یقین ہی نہیں بلکہ ہمارا یہ ایمان ہے کہ جماعت پر موجودہ ابتلاء اسی بے حسی اور اسی بے عملی کی پاداش میں ہے —— حق کو حق سمجھنے کے باوجود اس کے اظہار سے انحراف کی قدرت کی طرف سے سزا ہے —— اور اس لحاظ سے یہ سزا ہمارے لیے خدائے غفور و رحیم کی رحمت بھی ہے کہ شائد اس طرح ہم اپنا محاسبہ خود کرنے کے لیے اپنے آپ کو آمادہ کر سکیں، اپنے گریبانوں میں جھانکنے پر مجبور ہو سکیں، اپنے احوال پر نظرِ ثانی کر سکیں، اپنے تئیں اسلامی غیرت اور مسلکی حمیت ایسے موثر ہتھیاروں سے دوبارہ لیس کر سکیں —— اور "امر بالمعروف" اور "نہی عن المنکر" کے خفتہ جذبات کو پھر سے بیدار کر سکیں!

—— پس ہمیں جہاں اہلِ جماعت سے یہ گزارش مقصود ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو پہچانتے ہوئے اعلائے کلمۃ الحق کے لیے پھر سے سرگرمِ عمل ہوں اور اس کے تقاضوں کو ہر حال میں اپنے پیشِ نظر رکھیں، وہاں ہمیں قائدین سے بھی یہ عرض کرنا ہے کہ وہ اپنے تنازعات کو حکمِ قرآنی "فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول" کی روشنی میں نپٹائیں —— اور اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر یہ سوچیں کہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں اس کے لیے انہیں کل کو خدا کے حضور شرمندہ تو نہ ہونا پڑے گا کہ

اللہ رب العزت سے کوئی معاملہ بھی ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ آخرت کی جواب دہی کا تصور ان کے لیے اصلاحِ احوال کی کئی راہیں کھول دے گا!

——— اور ہمیں خصوصی طور پر جماعت کے ان بزرگوں سے بھی یہ استدعا کرنی ہے، جو اپنے اثر و رسوخ کی بناء پر معاملات کو سلجھا سکتے ہیں ——— اور یقیناً سلجھا سکتے ہیں، کہ وہ الگ بیٹھ کر تماشا نہ دیکھیں کہ جب طغیانیاں حد سے گزر جائیں تو بسا اوقات ساحل بھی منہدم ہو جایا کرتے ہیں ——— کہیں ایسا نہ ہو کہ تماشائی خود ہی تماشہ بن کر رہ جائیں!

——— **اے اہلِ جماعت**، تم عوام ہو یا خواص، لیڈر ہو یا راہنما، اکابر ہو یا کارکن، خطیب ہو یا سامعین، اربابِ حل و عقد ہو یا اہلِ قلم، سن لو، کہ تمہارے حصے کا بہت سا کام ابھی باقی ہے، قدرت نے تمہیں بے شمار صلاحیتیں دی ہیں، صراطِ مستقیم بھی عطا فرمایا ہے اور جہالت کی بے پناہ تاریکیوں کو اجالوں میں بدلنے کے لیے ایک وسیع تر میدانِ عمل بھی تمہارا منتظر ہے، اگر تم نے اپنی موجودہ روش کو نہ بدلا تو نہ صرف یہ کام تمہارے ہاتھوں تشنۂ تکمیل رہ جائے گا بلکہ قدرت اس کے لیے دوسروں کو منتخب کر لے گی، لیکن اس صورت میں تمہاری دنیاوی اور اخروی سلامتی کی راہیں ضرور مشکوک ہو جائیں گی:

وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ——— ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ!

یاد رکھو! تم اپنے اسلاف کی روایات کے امین ہو، تمہارا ماضی تاریخِ عالم کا ایک روشن ترین باب ہے، تمہارے نقوشِ پا تمہاری آئندہ نسلوں کے لیے شاہراہِ حیات پر سنگِ میل کا کام دیں گے ——— لیکن موجودہ صورت میں تمہارا حال، مستقبل کے لوگوں کے لیے ایک ایسا سیاہ ماضی بن کر نمودار ہوگا، جس کی تاریکیوں کا آج تم تصور بھی نہیں کر سکتے ——— سنو!

وقت کا نقیب چلا چلا کر تمہیں خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کے لیے کہہ رہا ہے ؎

کہ کل کون تھے آج کیا ہو گئے تم
ابھی جاگتے تھے، ابھی سو گئے تم!

وما علینا الا البلاغ!

اکرام اللہ ساجد